Kim

Rudyard Kipling

کپلنگ

کم

سید عرفان علی

www.server555.com

www.SyedIrfanAli.com

1901

رڈیارڈ کپلنگ کا عظیم شاہکار اردو میں

برطانیہ روس انڈیا افغانستان

گریٹ گیم اور

کم

No.	تاریخ ساز پیریڈ	ادوار
1.	**The Classical Period** (1200 BCE-455 BCE)	Homeric or Heroic Period (1200-800 BCE) Classical Greek Period (800-200 BCE) Classical Roman Period (200 BCE-455 BCE) Patristic Period (c.70 CE-455 CE)
2.	**The Medieval Period** (455 CE-1485 CE)	The Old English (Anglo-Saxon) Period (423-1066 CE) The Middle English Period (c.1066-1450 CE)
3.	**The Renaissance and Reformation** (1485-1660 CE)	Early Tudor Period (1485-1558) Elizabethan Period (1558-1603) Jacobean Period(1603-1625) Caroline Age (1625-1649) Commonwealth Period/ Puritan Interregnum(1649-1660)
4.	**The Enlightenment (Neoclassical) Period** (1660-1790 CE)	Restoration Period (1660-1700) The Augustan Age (1700-1750) The Age of Johnson (1750-1790)
5.	**The Romantic Period** (1790-1830 CE)	Romantic poets & Gothic writings
6.	**The Victorian Period and the 19th Century** (1832-1901 CE)	Sentimental Novels & Intellectual Movements like Aestheticism and the Decadence.
7.	**The Modern Period** (1914-1945 CE)	Modernist Writers, Realism, etc.
8.	The Postmodern Period (1945 – onward)	Metafiction, Multiculturalism, Magic Poetry, etc.

رڈیارڈ کپلنگ

کم Kim

ایک بہت دلچسپ کہانی

جو بمبئی انڈیا میں پیدا ہونے والے انگریز نوبل انعام یافتہ رائٹر رڈیارڈ کپلنگ نے لکھی۔

اس وقت کی کہانی جب انڈیا میں انگریزوں کی حکومت تھی۔

ایک غریب یتیم انگریز لڑکا جو انگریزی بھی بولتا اور اردو بھی۔

جو غریب ہونے کی وجہ سے فقیروں کے ساتھ فٹ پاتھ پر بھی سوتا

اور برطانیہ اور روس کے درمیان جاری گریٹ گیم کے لئے جاسوسی بھی کرتا۔

اسکے دوست لڑکے ہندو موتی لال اور مسلمان عبداللہ تھے

جو عجائب گھر لاہور کے باہر زمزمہ توپ پر بیٹھ کر کھیلتے۔

یہ انگریز لڑکا بدھ مت کے ماننے والے مقدس لامہ کا چیلا بن کر ہمالیہ کے پہاڑوں پر نظر آتا ہے

تو کبھی افغانستان سے تعلق رکھنے والے محبوب علی

کی لاہور میں موجود سرائے میں بطور جاسوس موجود ہوتا ہے۔

لرگن صاحب جیسے جادوگر سے جادو اور جاسوسی سیکھتا ہے

اور ہمالیہ کی پہاڑیوں پر فرانسیسی اور روسی جاسوسوں سے لڑتا بھی ہے۔

انگریز کرنل کریٹن اور ہندو ہری چندر مکرجی جیسے عظیم جاسوس

اسکے کارنامے دیکھ کر اسکی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

ایک ایسی کہانی جس میں لاہور سے انبالہ

اور بنارس سے شملے اور ہمالیہ کے پہاڑوں تک

ہمارا ہیرو جاسوس لڑکا گریٹ گیم کے لئے جاسوسی کرتا نظر آتا ہے۔

برطانیہ اور روس کے درمیان علاقے میں قبضے کی گریٹ گیم

کی قیمتی دستاویزات حاصل کر کے وہ گریٹ گیم کا خاتمہ کرتا ہے

مگر تمام کامیابیاں ملنے کے بعد بھی

اپنے محسن تبت کے لامہ کے ساتھ ھی نظر آتا ھے

ترجمہ اور آڈیو بک

سید عرفان علی ڈوٹ کوم

سرور555 ڈاٹ کوم

ناول کے کردار

کم نے کن شہروں میں سفر کیا

لاہور۔ دہلی۔ امرتسر۔ امبالہ۔

سہارن پور۔ بنارس۔ کولو۔

بوڈ گایا۔ لکھنو۔ شملہ۔

کوئٹہ۔ کالکا۔ بیکانیر۔

سومنہ روڈ سٹیشن۔ جودھ پور۔

دون۔ میزوری۔ وادی سپیتی۔

لیہ۔ بھگیراتی۔ کوٹ گڑھ۔ شاملے۔

کم لاہور میں

زمزمہ توپ

زمزمہ اس توپ کا نام ہے جو لاہور کے عجائب گھر کے سامنے کھڑی ہے۔

اس کے اوپر بیٹھنا منع تھا مگر ایک لڑکا جس کا نام کم تھا اس پر مزے سے بیٹھا ہوا تھا۔

توپ سے زیادہ آگ کے شعلے نکالتا ہوا اژدہا اسے نام دینا چاہئے۔

پنجاب کو فتح کرنے والا سب سے پہلے اس زمزمہ توپ پر ہی قابض ہوتا۔

یہ لڑکا کم انگریز تھا اور پنجاب پر انگریزوں کی حکمرانی تھی اس لیے اسے اس توپ پر بیٹھنے کا بھی حق حاصل تھا۔

اپنے دوست لالہ دینانا تھ کے لڑکے کو ابھی اس نے لات مار کر توپ سے نیچے اتارا تھا۔

اگرچہ ہندوستان کے کسی بھی لڑکے کی طرح کم کا رنگ سانولہ ہو چکا تھا۔ اگرچہ اردو بھی وہ دوسرے لڑکوں کی طرح ہی بالکل صاف بولتا تھا اور بازار میں موجود دوسرے لڑکوں سے دوستی کرتا۔ ان کی طرح ہی زندگی گزارتا مگر حقیقت یہ تھی کہ وہ اصل میں انگریز

نوکری چھوڑ کر ریلوے میں ملازمت اختیار کر لی اور سندھ پنجاب اور دہلی ریلوے میں کم کرتا رہا۔ فیروزپور میں کم کی ماں بیماری کی وجہ سے مر گئی تو اس کے باپ نے بہت زیادہ شراب نوشی شروع کر دی اور ریلوے لائن کے ساتھ اپنے تین سالہ خوبصورت بیٹے کو لے کر ادھر ادھر پریشان حال گھومتا رہتا۔ فلاح و بہبود کرنے والے اور نیک انگریز اسے دیکھتے تو بچے کو اس سے لینے کی کوشش کرتے تاکہ اس کی اچھی تعلیم و تربیت کر سکیں مگر اس کا باپ اسے لے کر ان سے بچتا پھرتا۔ پھر اس کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی جو خود بھی نشہ کرتی تھی اور نشے کی چیزیں بھی بیچتی تھی۔ اگرچہ دنیا کو دکھانے کے لیے وہ پرانے فرنیچر کی دکان چلا رہی تھی۔ کم کے باپ نے اس سے لے کر بہت زیادہ نشہ کرنا شروع کر دیا اور ایک دن مر گیا جس کے بعد اس عورت نے کم کی دیکھ بھال شروع کی۔ فلاح و بہبود کرنے والے لوگ جب اس سے بچہ لینے کی کوشش کرتے تو وہ کہتی کہ وہ اس کی خالہ ہے۔ آخری وقت میں کم کو اس کے باپ نے تین کاغزات دیئے تھے۔ ایک وصیت نامہ دوسرا اپنی نیک نامی کا کلیرنس سرٹیفکیٹ اور تیسرا اہم کاغز کم کی پیدائش کا سرٹیفکیٹ۔ اس عورت نے چمڑے کے چھوٹے سے تعویز میں یہ چیزیں رکھ کر کم کے گلے میں پہنا دیں تاکہ گم نہ ہوں۔

اس کا باپ جب شدید نشے کی حالت میں ہوتا تو کہتا کہ یہ چیزیں ایک دن کم کے بہت کام آئیں گی اور اسے بہت بڑا آدمی بنا دیں گی بہت عظمت عطا کریں گی۔ اس کے خیال میں یہ چیزیں اسی طرح جادو کی تاثیر رکھتی تھیں جس طرح عجائب گھر کے پیچھے موجود جادو گھر میں جادوگر جادو کے ذریعے چیزوں کو تبدیل کر دیتے تھے۔ اس کا باپ کہتا تھا کہ ایک بہت شاندار فوج کا کرنل عالی شان گھوڑے میں سوار کم سے ملنے آئے گا۔ اگر اس نے اپنے سپاہی کو یاد رکھا جو اب فیروزپور ریلوے لائن کے قریب غربت کی زندگی گزار رہا ہے۔ ہرے

بھرے میدان پر سرخ بیل سانڈ کا بھی وہ ذکر کرتا جو اس فوج کی رجمنٹ کا نشان تھا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے بر آمدے میں ٹوٹی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر بہت دیر تک روتا رہتا۔

کم کی پرورش کرنے والی عورت اس کے باپ کے الفاظ یاد کرتے ہوئے کبھی کبھار اسے بتاتی اور کم کہتا ہاں میں یہ چیزیں یاد رکھوں گا۔ وہ عورت کبھی سوچتی کہ ان چیزوں کے ساتھ کم کو جادوگھر بھیج دے مگر پھر خیال آتا کہ کہیں وہ لوگ کم کو یتیم خانے ہی نہ بھجوا دیں۔

کم کی اپنی ہی سوچ تھی اور جب خیراتی اداروں کے گورے انگریز اس سے اس کے بارے میں دریافت کرتے تاکہ اس کی تعلیم و تربیت کر سکیں تو وہ ان سے بچ کر دور چلا جاتا۔ دراصل وہ تو پسند کرتا تھا لاہور شہر کے راستوں کو اس کے دروازوں کو۔ دلی گیٹ سے لے کر شاہی قلعے تک بلکہ تیرہ دروازوں کے اندر آباد لاہور کے راستوں کا اسے علم تھا اور وہاں پر رہتے ہوئے ان تمام لوگوں کا بھی جو ایسی حیران کن زندگی بسر کرتے تھے جس کا ہارون الرشید جیسا بادشاہ بھی صرف خواب میں ہی تصور کر سکتا تھا۔ وہ ایسی زندگی بسر کرتے جیسے الف لیلہ کی کہانیوں میں زکر ہوتا ہے۔ لیکن خیراتی ادارے تو اس چیز کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کم کتنی حسین زندگی گزار رہا ہے۔ لوگ اس سے محبت کرتے اور اسے چھوٹا محبوب عالم ساری دنیا کا چھوٹا دوست کہتے۔

بعض اوقات کم اہم لوگوں کے لیے شاندار اور اہم کام بھی سرانجام دیتا۔ اسے علم تھا کہ یہ دراصل جاسوسی کے کام ہیں۔ جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا دنیا میں موجود برائیاں اس کی نظر میں آگئی تھیں لیکن جاسوسی وغیرہ کے فرائض سرانجام دینا اسے پسند تھا۔ گلیوں سے وہ گزرتا جو سنسان اور اندھیری ہوتیں۔ چھتوں پر بیٹھی ہوئی عورتیں اسے باتیں کرتی ہوئی سنائی دیتیں اور بعض اوقات گرم موسم میں وہ اپنا طویل راستہ صرف گھروں کی چھتیں پھلانگتے ہوئے ہی عبور کر لیتا۔ دریائے راوی کے کنارے درختوں کے نیچے بیٹھے فقیروں سے بھی وہ خوب واقف تھا۔ بھیک مانگنے کے بعد جب وہ واپس آتے تو کم ان سے سلام دعا کرتا اور انہیں ایک ساتھ کھانا

اس کی دیکھ بھال کرنے والی عورت اس سے روتے ہوئے کہتی کہ کم تمہیں انگریزوں والے کپڑے اور اسی طرح کے جوتے اور ٹوپی بھی پہننی چاہیے۔ مگر کم جب کسی خفیہ جاسوسی کی مہم پر جاتا تو لوگوں کی نظر سے بچنے کے لئے مسلمانوں یا ہندوؤں کا لباس پہن لیتا۔ ایک فیشن ایبل نوجوان آدمی نے اسے ہندو لڑکے کا مکمل لباس دیا مگر افسوس ایک رات شدید زلزلہ آیا اور کنویں کے اندر سے اس شخص کی لاش ملی۔ کم نے پنجاب ہائی کورٹ کے قریب نیلارام کے لکڑیوں کے گودام میں ان کپڑوں کو لکڑیوں کے درمیان ایک خفیہ جگہ پر چھپایا ہوا تھا۔ خاص موقعوں پر جب کسی مشن پر جاتا ہندو تہوار یا شادی کی تقریب ہوتی تو کم ان کپڑوں کو پہنتا۔ غریب کم کو کبھی گھر میں کھانا مل جاتا اور کبھی وہ اپنے ہندو اور مسلمان دوستوں کے ساتھ ہی مانگ کر کھانا کھا لیتا۔

لاہور کا عجائب گھر

کم کے دوست چھوٹا لال اور عبداللہ

زمزمہ توپ کے اوپر بیٹھا ہوا کم اپنے دوستوں چھوٹا لال اور مٹھائی والے کے بیٹے عبداللہ کے ساتھ کھیل میں مصروف تھا۔ عجائب گھر کی حفاظت کرنے والے پنجابی سپاہی کو کم نے کچھ کہہ کر چھیڑا۔ جس نے برداشت کرتے ہوئے غصہ کا اظہار بڑبڑا کر کیا کیونکہ وہ کم کو اسی طرح بہت پہلے سے جانتا تھا جس طرح خشک سڑکوں پر پانی چھڑکنے والا ماشکی جانتا تھا۔ جس طرح عجائب گھر کا بڑھئی جواہر سنگھ

اسے جانتا تھا۔ مگر دور دراز سے آئے ہوئے اجنبی جو عجائب گھر کو دیکھنے آتے تھے وہ کم کو نہیں جانتے تھے۔ ہر امیر اور غریب کو عجائب گھر میں جانے کی اجازت تھی اور وہاں کے نگہبان سے وہاں موجود عجائبات کے بارے میں مزید معلومات بھی حاصل کر سکتا تھا۔

توپ کے بڑے پہیے پر چڑھتے ہوئے عبداللہ نے کہا کہ مجھے بھی اوپر آنے دو۔ جس پر کم نے مزے لیتے ہوئے اسے تنگ کیا کہ تمہارے ابو تو پیسٹریاں بناتے تھے اور تمہاری امی گھی چراتی تھی۔ مسلمانوں سے تو یہ توپ بہت پہلے چھینی جاچکی ہے۔ اچھے اور قیمتی

مگر کم نے موتی بازار کی طرف سے آتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا تو اپنی بات کو درمیان میں چھوڑ دیا۔ کم جو ہر ذات اور ہر نسل کے انسان سے واقف تھا اس نے ایسا شخص پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ بہت لمبے قد کا چھ فٹ کے قریب۔ ایسے کپڑوں میں ملبوس جس سے کم اندازہ نہ لگا سکا کہ وہ شخص کیا کرتا ہوگا۔ ہاں جسم پر موجود اشیاء سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ مذہبی انسان ہے۔ بازار میں جوتے بنانے والا جو چینی شخص تھا یہ اسی کی طرح کا لگتا تھا۔ کم نے اپنے دوستوں سے کہا کہ دیکھو دیکھو یہ آدمی کون ہے۔ عبداللہ نے حیرانی سے اسے دیکھتے ہوئے منہ میں انگلی دبائی اور کہا کہ یہ انسان لگتا ہے۔ کم نے جواب دیا کہ ہاں ہاں یقینی طور پر انسان ہے لیکن انڈیا کا تو نہیں لگتا۔ میں نے تو پہلے ایسا شخص نہیں دیکھا۔ چھوٹا لال نے کہا دیکھو وہ عجائب گھر کے اندر جا رہا ہے۔

پولیس والے نے اس شخص سے پنجابی میں کہا کہ میں تمہاری بات نہیں سمجھ سکتا پھر کم سے کہا ساری دنیا کے چھوٹے دوست تم اس سے پوچھو کہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ توپ سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کم نے کہا ٹھیک ہے اسے میرے پاس بھیجو۔ یہ کسی دوسرے ملک سے آیا ہے اور تم بالکل بھینسے کی طرح ہو۔ مجبوری کی حالت میں وہ شخص لڑکوں کے پاس آیا۔ اس کے جسم پر موجود چیزیں بتا رہی تھیں کہ وہ پہاڑی علاقے سے آیا ہے۔ بہت اچھی اردو بولتے ہوئے اس نے پوچھا بچو یہ بڑی عمارت کس چیز کی ہے۔ کم جو بڑی عمر کے لوگوں

سے بات شروع کرنے سے پہلے لالہ میاں وغیرہ لگانے کا عادی تھا اس نے آدمی کو کوئی لقب دیئے بغیر کہا کہ یہ عجائب گھر ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا اس میں جا سکتے ہیں۔

ہاں باہر لکھا ہوا ہے کہ ہر شخص کو اندر جانے کی اجازت ہے۔

کیا بغیر پیسوں کے اندر جانے کی اجازت ہے۔

کم نے کہا کہ میں تو بالکل دولت مند نہیں ہوں اور اندر جاتا رہتا ہوں۔

آدمی نے کہا میں بوڑھا شخص ہوں اور مجھے اس بارے میں علم نہیں۔

کم نے اس سے پوچھا کہ آپ کی ذات کیا ہے آپ کا گھر کہاں ہے کیا آپ بہت دور سے آئے ہیں۔

اس شخص نے کہا کہ ہاں میں بہت دور اور پہاڑوں کے علاقے سے آیا ہوں جہاں ہوا صاف اور پانی ٹھنڈا ہوتا ہے۔

بازار میں جوتے بنانے والے چینی نے ایک مرتبہ عبد اللہ کو جوتوں پر تھوک پھینکنے پر برا بھلا کہا تھا اسی لیے اس نے کہا کہ یہ تو چینی ہے۔ چھوٹا لال نے کہا کہ یہ پہاڑی ہے جس پر اس شخص نے جواب دیا کہ میں پہاڑی نہیں ہوں۔ تبت سے میرا تعلق میں دراصل میں لامہ ہوں جسے آپ کی زبان میں گرو بھی کہتے ہیں۔

کم نے کہا تو آپ تبت سے آئے ہوئے گرو ہیں۔ آپ جیسا انسان میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔ کیا وہاں بھی ہندو ہوتے ہیں۔ اس آدمی نے جواب دیا کہ ہم درمیانی راستے پہ چلنے والے لوگ ہوتے ہیں جو امن سے زندگی گزارتے ہیں۔ میں اپنی وفات سے پہلے چار مقدس جگہوں کی زیارت کرنے کے لیے نکلا ہوں۔ اس نے محبت سے بچوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں بوڑھا انسان ہوں اور

ہندو چھوٹا لال نے ہلکی آواز میں کہا بچ کے رہو اجنبی لوگ بچوں کو اغوا کر لیتے ہیں اور مسلمان عبد اللہ نے کہا کہ یہ اجنبی بھی ہے اور بت پرست بھی۔ جس پر کم نے ہنستے ہوئے کہا یہ اس علاقے میں نئے ہیں۔ تم لوگ اپنی امی کی گود میں چلے جاؤ وہی تمہارے لیے محفوظ جگہ ہے۔

اس شخص نے کم کے پیچھے چلنا شروع کیا اور بدھا کے عظیم الشان مجسمے دیکھ کر حیران پریشان کھڑا رہا۔ بہت بڑی تعداد میں یہ مجسمے وہاں موجود تھے جو اس عجائب گھر کی شان تھے۔ حیرانی اور تعظیم سے وہ لامہ ہر ایک مجسمے اور تصاویر کو دیکھ رہا تھا۔ جن میں بدھا اور ان کے دیگر قریبی ساتھیوں کے مجسمے بھی موجود تھے۔ ان کو دیکھتا اور بے اختیار زبان سے مقدس کلمات نکلنے لگتے۔ کتنا عظیم الشان دن ہے۔ میری مقدس زیارتوں کا آغاز بہت اچھا ہوا ہے۔ کم نے اس کا تعارف عجائب گھر کے انگریز نگہبان افسر سے کروایا۔ دونوں نے سلام دعا کے کلمات ادا کیے۔ عجائب گھر کے نگہبان نے لامہ کو خوش آمدید کہا اور اسے اپنے دفتر میں لے گیا۔ بوڑھا لامہ اس طرح کانپ رہا تھا جیسے اسنے خزانہ دریافت کر لیا ہو۔ دیر تک وہ عجائب گھر کے نگہبان سے گفتگو کرتا رہا۔

کم لامہ کا چیلا بنتا ہے

کشمیر سرائے اور محبوب علی

لامہ کی عجائب گھر سے واپسی کے بعد توپ کے نزدیک سپاہی کے منع کرنے کے باوجود کم نے لامہ کو وہاں آرام کروایا۔
نزدیکی گھروں سے اچھا کھانا مانگ کر لایا جو لامہ نے کھایا۔ لامہ کے سونے کے بعد کم وہاں سے چلا گیا اور اپنا لباس تبدیل کیا۔
اب وہ ایک ہندو بچے کی طرح اپنے آپ کو مکمل تبدیل کر چکا تھا۔ لامہ نے جاگنے کے بعد اپنے چیلے کو وہاں نہ دیکھا تو سخت پریشان نظر آیا اور کہنے لگا کہ میرا نیا چیلا میری مدد کو آیا تھا۔ اس نے مجھے راستہ دکھایا عجائب گھر دکھایا اور جب میں بھوکا تھا تو میرے لئے کھانا لایا۔ اس کی مدد سے میں نے مقدس دریا کو تلاش بھی کرنا تھا مگر وہ نہ جانے کہاں چلا گیا۔ کم نے لامہ سے پوچھا کہ آپکا چیلا کس ملک کا کس علاقے کا تھا مسلمان ہندو سکھ جین اچھی ذات سے تھا یا کمتر ذات سے۔ لامہ نے جواب دیا ہم درمیانی راستے کو مانتے ہیں نہ کوئی کمتر ہوتا ہے نہ برتر۔ کم نے لامہ کی پریشانی ختم کی اور کہا کہ میں ہی آپ کا چیلا ہوں - آپ بہت اچھے انسان ہیں اور میں اب کے ساتھ بنارس جاؤں گا اور مل کر مقدس دریا کو تلاش کریں گے۔ دراصل مجھے بھی کسی چیز کی تلاش ہے۔ ایک ہرے بھرے میدان میں سرخ بیل کی جہاں پر میری مدد کی جائے گی۔ ہم دونوں شاید اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔
لامہ نے جب اسی وقت بنارس جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو کم نے کہا کہ رات کو چور بھی ہوتے ہیں اور دوسرے خطرات بھی کل صبح ہم سفر کا آغاز کریں گے۔ لامہ کے پوچھنے پر کہ رات کہاں گزاریں گے کم نے جواب دیا کشمیر سرائے میں جو ریلوے اسٹیشن کے قریب ایک بڑی اور کھلی جگہ تھی۔ گھوڑوں اور اونٹوں کے قافلے جب دور دراز وسط ایشیا کے ممالک تاجکستان افغانستان وغیرہ سے سفر کرتے ہوئے یہاں آتے تو اسی جگہ ٹھہر کر آرام کرتے۔ یہاں ہمیشہ ایسے مسافروں کا ہجوم رہتا جو بہت دور شمال کے پہاڑوں سے لاہور قافلوں کی صورت میں آتے۔ لامہ نے اتنا بڑا شہر اور لوگوں کا ہجوم پہلے نہ دیکھا تھا- بازار روشنیوں سے جگمگا رہے تھے اور ہر رنگ و نسل کے لوگ وہاں موجود تھے۔ لامہ کو یہ سب کچھ خواب کی مانند لگ رہا تھا۔ ٹرام گاڑی جو مسافروں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی کے بار بار بریک لگنے کی آواز سے بزرگ لامہ پریشان ہو چکے تھے۔
ریلوے سٹیشن کے قریب سرائے بہت بڑی جگہ تھی۔ شمال کے قافلوں کے اونٹ خچر گھوڑے قریب ہی بندھے ہوئے تھے۔ کچھ پر سامان کے بنڈل لادے جا رہے تھے تو کچھ سے اتارے جا رہے تھے۔ سرائے کا مالک محبوب علی خود بھی افغانستان سے تعلق رکھتا تھا اور بڑی عمر کو چھپانے کے لئے داڑھی کو سرخ رنگ کئے رکھتا۔ اسے کم کی اہمیت معلوم تھی جو اب تیرہ سال کا تھا اور گذشتہ تین سال سے محبوب علی کے لیے جاسوسی اور اسی قسم کے دوسرے کام سرانجام دے رہا تھا۔ محبوب علی پیار سے کم کو چھوٹا محبوب عالم کہتا یعنی ایسا لڑکا جس کی تمام دنیا سے دوستی تھی- محبوب علی نے ایک مرتبہ کم کو ایک آدمی کا پیچھا کرنے کا کہا تا کہ دیکھے کے تمام دن اس آدمی نے

کیا کچھ کیا کس کس سے ملاقات کی۔ کم نے اس شخص کی تمام دن جاسوسی کی اور رات کو محبوب علی نے بہت غور اور توجہ سے کم کی ایک ایک بات سنی۔ کم کو یہ تو علم نہ تھا کہ یہ سب کچھ کیوں کیا گیا مگر ایسے کام کرنے پر سرائے کا مالک محبوب علی کم کو بہترین کھانے کھلاتا

محبوب علی اپنی سرائے میں موجود تھا۔ آرام دہ بستر پر حقہ پیتے ہوئے۔ کم اس کے سامنے نہ آیا اور لامہ کو آگے کر دیا۔ محبوب علی نے اسے دیکھا تو حیران ہو کر کہا اللہ یہ کیا بہت دور پہاڑوں پر رہنے والا لامہ لاہور میں۔ بوڑھے آدمی تم یہاں کیسے آگئے۔ جس پر لامہ نے بھیک کا کشکول اس کے آگے کر دیا۔ محبوب علی نے کہا کہ میرے ملازموں کے پاس جاؤ ان میں سے تمہیں ماننے والا بھی ہو گا اور تمہارا ضرور خیال رکھے گا۔ کھانا بھی دے گا۔ اب کم محبوب علی کے پاس آیا۔ ہندو لڑکے کے لباس میں اسے دیکھ کر محبوب علی نے کہا کہ میرے ملازموں میں ہندو بھی ہیں۔ ان کے پاس جاؤ وہ تمہیں کھانا دے دیں گے۔ کم نے اصل آواز میں بتایا کہ وہ کم ہے اور بوڑھے لامہ کے ساتھ اس کا چیلا بن کر بنارس جا رہا ہے۔ محبوب علی نے کہا کم تم نے کبھی مجھ سے جھوٹ نہیں بولا۔ لامہ کو بلایا اس سے سوالات کئے اور کم کی سچائی ثابت ہو گئی۔

محبوب علی کچھ دیر سوچتا رہا پھر بہت آہستہ آواز میں کہا۔ تم بنارس جا رہے ہو امبالہ راستے میں پڑتا ہے۔ تمہیں ایک انگریز آفیسر کو میرا پیغام پہنچانا ہے۔ دراصل وہ ایک سفید گھوڑے سے متعلق ہے۔ پچھلے سال انگریز آفیسر نے وہ خریدنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ محبوب علی نے کم کو انگریز آفیسر کا حلیہ اور جگہ کے بارے میں بتایا اور کہا کہ اسے پیغام دینا کے سفید گھوڑے کی نسل اب مکمل تیار ہے۔ وہ آفیسر ثبوت مانگے گا کہ تمہیں واقعی میں نے بھیجا ہے تو تم بتانا کہ محبوب علی نے ثبوت بھی بھیجا ہے جو میں تمہیں دوں گا۔

اسی وقت ایک سایہ ان کے قریب سے گزرا تو محبوب علی نے فوری طور پر بات تبدیل کر کے بلند آواز سے کہا اللہ تم دنیا میں اکیلے یتیم تو نہیں جس کے ماں باپ مر چکے ہیں۔ تم جیسے دوسرے بہت سے بھکاری بھی ہیں۔ پھر کم کو کچھ پکڑا کر کہا کہ دوسرے ملازم بچوں کے

ساتھ لیٹ جاؤ۔ کل میں تمہیں ملازمت دوں گا۔ جو روٹی محبوب علی نے کم کو پکڑائی تھی اس کے اندر ایک ٹشو پیپر موجود تھا اور چاندی کے تین سکے جو اس کا انعام تھا۔ اپنے گلے میں لٹکے ہوئے تعویذ نما پرس میں کم نے یہ چیزیں رکھ لیں۔ کم کو گھوڑوں کے بارے میں بتائی ہوئی کہانی پر یقین نہ تھا مگر وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ معاملہ بے حد سنجیدہ ہے اور محبوب علی اپنے گھوڑوں کے شاندار کاروبار کے علاوہ انگریز حکومت کے لیے جاسوسی بھی کرتا ہے۔ اگرچہ وہ گھوڑوں کی تجارت کررہا ہوتا مگر دور دراز کے پہاڑی علاقوں میں سفر

پہاڑی علاقے میں سفر کے دوران محبوب علی کے قافلے پر کچھ دن پہلے حملہ کیا گیا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ ان پانچ حکمرانوں نے کروایا ہے جو برطانوی حکومت کے خلاف تھے اور جو شک کررہے تھے کہ محبوب علی کے قافلے ان کی جاسوسی کرکے اطلاعات انڈیا میں موجود برطانوی حکومت تک پہنچاتے ہیں۔

اب محبوب علی کے پاس ایک ایسی اہم خبر تھی جو وہ ایک گھنٹہ ضائع کئے بغیر حکام تک پہنچانا چاہتا تھا۔ یہ خبر ٹشو پیپر پر موجود باریک سراخوں کے ذریعے دی گئی تھی یعنی پانچ بادشاہ حکومت کے مخالف ہیں۔ جن کی مدد پشاور میں ایک ہندو بینک اور جنوب میں ایک مسلمان حکمران کے علاوہ بیلجیم کی ہتھیاروں کی ایک کمپنی بھی کررہی ہے۔

محبوب علی کے دشمن اس پر نگاہ رکھے ہوئے تھے اس لئے وہ خود امبالہ میں موجود انگریز آفیسر تک یہ اہم معلومات لے کر نہیں جاسکتا تھا۔ جب کم اس کے پاس آیا تو اس کے ذریعے یہ کام کروانے کا سوچا کیونکہ ایک پہاڑی لامہ اور بھکاری غریب بچے پر کوئی شک نہیں کرسکتا تھا۔

محبوب علی اپنی ذمہ داری اچھے طریقے سے پوری کرنے کے بعد طوائفوں کے علاقے میں ایک خوبصورت عورت سے ملنے گیا جس کا تعارف ایک کشمیری پنڈٹ نے اس سے کروایا تھا۔ اگرچہ اس کے مذہب میں منع تھی مگر عورت نے اسے خوب شراب پلائی۔ نشے میں بولتا رہا پھر عورت نے مدہوش کرنے کے بعد اس کی تلاشی لی جس میں کشمیری پنڈت نے بھی اسکا ساتھ دیا اور چابیاں محبوب علی

کر رہا ہے وہ تو اسکے پاس محفوظ ہے اور ایک سوراخ سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ معاملے کی سنگینی کا اسے اندازہ ہو گیا اور رات کے اندھیرے میں ہی لامہ کو جگا کر کہا کہ ہمیں ابھی بنارس کی طرف سفر شروع کرنا ہے۔

بعد میں حسین عورت اور کشمیری پنڈت گفتگو کر رہے تھے۔ بے ہوشی میں خراٹے لیتے ہوئے محبوب علی پر کہنی رکھ کر حسین عورت کہنے لگی کہ اس بے غیرت گھوڑوں کے افغان تاجر کو گھوڑوں اور عورتوں کے علاوہ کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا۔ جب دہلی کے آدمی نے بتایا کہ محبوب علی کے کمرے سے کچھ نہیں ملا تو کشمیری پنڈت نے سوچتے ہوئے کہا کہ گھوڑوں کا تاجر کہا گیا تھا کسی کا نام نہیں لیا گیا تھا۔ حسین عورت بولی وہاں تو اتنے گھوڑے کے تاجر جاتے ہیں جتنے پرائے کوٹ میں پسو ہوتے ہیں۔ سکندر خان۔ نور علی بیگ۔ فرخ شاہ سب کے ہی قافلے جاتے ہیں۔ کشمیری پنڈت نے کہا انکے قافلے آئیں تو ان پر بھی نظر رکھنا۔ حسین عورت نے محبوب علی کا سر نفرت سے ایک طرف کرتے ہوئے کہا کہ میرا کام تو پیسے کمانا ہے۔ فرخ شاہ تو پورا ریچھ ہے۔ علی بیگ لاپرواہ فضول انسان ہے۔ اور بوڑھے سکندر خان پر لعنت بھیجو۔ خیر اب سونا چاہئے کیونکہ یہ بے غیرت تو صبح سے پہلے نہیں جاگے گا۔

صبح محبوب علی کی آنکھ کھلی تو حسین عورت نے معصومیت سے کہ کیا آپکو علم ہے شراب کتنی بری شے ہے۔ توبہ توبہ آپ نے اسے چھو کر گناہ کا کام کیا ہے۔ محبوب علی نے تاروں کی روشنی میں سرائے کی طرف سفر شروع کیا۔ کم اور لامہ نظر نہ آئے تو ایک آدمی کو جگا کر

انکے بارے میں دریافت کیا۔ جس نے جواب دیا پاگل بوڑھا رات کو ہی اٹھ گیا اور کہنے لگا کہ وہ بنارس جارہا ہے اور لڑکا اسے اپنے ساتھ لے گیا۔ محبوب علی نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دل میں کہا تمام کافروں پر خدا کی لعنت اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

لاہور سے امبالہ ٹرین میں سفر

ہندو مسلم سکھ عیسائی بدھ تمام مذاہب کے لوگ ایک ساتھ

کم اور لامہ ریلوے اسٹیشن پہنچے جو رات کے اندھیرے میں ایک قلعے کی مانند نظر آرہا تھا۔ لامہ اسے دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا اور کہا کہ یہ تو کسی شیطان کا بنایا ہوا لگتا ہے۔ ریلوے اسٹیشن کے تھرڈ کلاس مسافر جگہ جگہ لیٹے ہوئے ریل کا انتظار کر رہے تھے۔ جب کم نے کہا کہ اب ہم انبالا کے ٹکٹ لیں گے تو لامہ نے کہا کہ ہمیں تو بنارس جانا ہے۔ کم نے اسے تسلی دی۔ رات کے وقت ٹرین آئی تو سوئے ہوئے مسافر جاگ اٹھے اور ہر طرف افراتفری مچ گئی۔ لامہ نے کم کو ٹکٹ کے لئے بہت سے روپے دیئے تو اس کی سادگی اور سچائی نے کم کے دل پر بہت اثر کیا۔

کم نے امبالہ کا ٹکٹ مانگا تو ٹکٹ والے نے نیند کی حالت میں بڑبڑاتے ہوئے جو ٹکٹ کم کی طرف پھینکا وہ صرف چھ میل دور اگلے سٹیشن کا تھا۔ کم نے اسے کہا کہ تم گاؤں سے آئے ہوئے لوگوں کو بیوقوف بنا سکتے ہو لیکن میں تو لاہور شہر کا رہنے والا ہوں۔ بابو جی درست ٹکٹ دو امبالہ کا۔ جس پر بابو نے درست ٹکٹ پکڑایا تو ایک اور ٹکٹ امرتسر کا مانگا۔ دراصل وہ خود پیسے بچانے کے لئے نزدیکی ٹکٹ لے

ٹکٹ خرید کر باقی رقم لامہ کو واپس کر دی ہاں تھوڑا سا اپنا کمیشن رکھنا وہ نہ بھولا۔ تھرڈ کلاس ریل کے بھرے ہوئے ڈبے دیکھ کر لامہ پھر گھبرا گیا اور کہا کہ کیا ہم پیدل سفر نہیں کر سکتے۔ ایک صحت مند سکھ نے اپنے داڑھی والے چہرے کو آگے کرتے ہوئے کہا کیا آپ خوفزدہ ہیں۔ ہاں جب میں نے بھی پہلی مرتبہ سفر کیا تھا تو خوفزدہ تھا۔ آپ اندر آجائیں۔ یہ تو حکومت نے بنائی ہے تاکہ ہم آسانی سے سفر کر سکیں۔ کم نے ایک مسافر سے پوچھا دو لوگوں کے لئے کیا یہاں جگہ ہے۔ ایک عورت کا جواب آیا انسان تو کیا کسی چوہے کی بھی گنجائش نہیں مگر اس عورت کے شوہر نے کہا کہ میرے بیٹوں کی ماں ہمیں جگہ بنانی چاہیے کیونکہ اس کے ساتھ لامہ بھی ہے نیک انسان۔ بیوی اسکی بات سن کر غصے میں بولتی رہی۔

ایک ہندو ساہو کار جس کی بغل میں حساب کتاب کا رجسٹر تھا کہنے لگا کہ ہاں ہاں اندر آجائیں غریبوں کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔

چھٹیوں پر جاتے ہوئے نوجوان ڈوگرہ سپاہی نے ہندو ساہو کار کے سود کے کاروبار کا مذاق اڑایا تو سب ہنس پڑے۔

امرتسر کی لڑکی نے حیرانی سے چیختے ہوئے کہا دیکھو دیکھو یہ ٹرین میں پہلی مرتبہ سفر کر رہے ہیں۔

ایک مسافر کسان نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے لامہ کو اندر آنے میں مدد دی۔

لیکن بینچ پر بیٹھنا ہماری تعلیمات کے خلاف ہے اور مجھے تکلیف بھی ہوتی ہے اس لئے میں فرش پر بیٹھوں گا لامہ نے کہا۔

ہندو ساہو کار بولا کہ ٹرین کے اپنے اصول ہوتے ہیں مثال کے طور پر ہر مذہب اور ذات کے لوگ ایک ساتھ بیٹھتے ہیں۔

امرتسر کی لڑکی ایک نوجوان سپاہی کے ساتھ آنکھوں سے گفتگو کرنے میں مصروف تھی تو وہاں موجود عورت نے غصے سے کہا کہ

کم نے ایک عورت کی سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے اس سے کھانا حاصل کر لیا۔

نوجوان سپاہی نے کہا کہ بوڑھے لامہ کو وقت گزارنے کے لئے کچھ کمالات دکھانے چاہیئں جس پر کم نے قدرے غصے سے کہا کہ باباجی روحانی علم رکھنے والے بڑے لوگ ہیں اور آپ کی سوچ سے بلند تر معاملات پر غور کرتے ہیں۔ جواب آیا یقینی طور پر ایسا ہی ہو گا ہم تو دراصل لدھیانہ سکھ فوج والے جنگجو لوگ ہوتے ہیں اپنے دماغوں کو زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

سکھوں اور ڈوگرہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی کہ وہ مختلف ہوتے ہیں تو امرتسر کی لڑکی نے کہا کہ مجھے تو وہ سب ایک طرح کے ہی

ٹکٹ چیکر آیا اور ٹکٹ چیک کرنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ کام بہت آہستگی سے کرنا ہے کیونکہ انڈیا میں لوگ عجیب و غریب جگہوں پر ٹکٹ چھپا کر رکھتے ہیں۔ ٹکٹ چیکر نے کم کا ٹکٹ چیک کرنے کے بعد اسے ریل سے اترنے کا کہا تو اس نے التجا کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے لامہ بزرگ کے ساتھ امبالہ جانا ہے کیونکہ میں ان کا چیلا ہوں۔ جواب آیا کہ تم میری طرف سے جہنم میں جاؤ مگر اس ریل سے اتر جاؤ۔ کم روتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ لامہ ہی میری ماں ہے میرا باپ ہے۔ میرے بغیر یہ لامہ مر جائے گا۔ تمام مسافر کم اور لامہ کے حق میں بول رہے تھے مگر ٹکٹ چیکر نے اسے ریل سے اتار دیا تو کم نے روتے ہوئے اداکاری شروع کی اور تمام مسافروں سے کہا کہ میں غریب ہوں میری ماں مر چکی ہے باپ مر چکا ہے مجھ پر ترس کھاؤ۔

لامہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ یہ میرا چیلا ہے اور میرے ساتھ ہی جائے گا۔ اگر پیسوں کا مسئلہ ہے تو میں دوں گا۔ کم نے اسے آہستگی سے کہا کہ خاموش رہیں کیا ہم بادشاہ ہیں کہ اپنی رقم خرچ کریں گے۔ امرتسر کی لڑکی کو باہر دیکھا تو اسکی طرف توجہ دی کیونکہ اسے علم تھا کہ ایسی لڑکیاں رحمدل ہوتی ہیں۔ جب اسے سخی دل لڑکی پکارا گیا تو وہ ہنس پڑی کم کو ٹکٹ کے پیسے دیئے اور کہا کہ لامہ سے کہنا کہ میرے لیے دعا کریں۔

کم نے اسے دعائیں دیں کہ آپ پر دس ہزار مرتبہ رحمتوں کی بارش ہو۔ مقدس لامہ دیکھیں ایک لڑکی نے ہم پر احسان کیا اور مجھے ٹکٹ کے پیسے دے دیے اب میں آپ کے ساتھ سفر کر سکتا ہوں۔ لامہ نے کہا کہ وہ یقینی طور پر بے حد پاکیزہ عورت تھی۔ کس قدر زیادہ اس نے نیکیاں کمائی ہیں۔ جب کہ لڑکی کے جانے پر کسان کی بیوی نے حقارت سے کہا جلوے دکھا کے چلی گئی امر تسر میں تو کم از

پنجاب کی ہری بھری فصلیں

صبح سورج نے اپنی سنہری کرنیں بکھیریں تو ریل کی کھڑکی کے باہر پنجاب کی شاندار زرخیز زمینوں میں فصلیں لہلہا رہی تھیں۔

مسافروں نے اپنے دستر خوان کھول کر ناشتہ کرنا شروع کیا۔ جس کے بعد کسان بینک میں کام کرنے والا اور سپاہی تمبا کو نوشی سے لطف اندوز ہونے لگے جب کہ سکھ اور کسان کی بیوی نے پان کھانا شروع کیا۔ لامہ اپنی موتیوں کی تسبیح کو گھمارہا تھا جبکہ کم خوب پیٹ بھر کر ناشتے کے بعد بہت مطمئن تھا۔

لامہ نے سب سے سوال کیا کہ کیا کسی کو ایسے مقدس دریا کے بارے میں علم ہے جس کی اسے تلاش ہے۔ سب کا ایک ہی جواب تھا کہ مقدس دریا تو صرف گنگا ہی یہاں پر موجود ہے۔ لامہ نے اپنے عقیدے اور لورڈ بدھا کے بارے میں بتایا۔ بات اردو میں شروع کی مگر جلد ہی سوچوں میں گم ہو کر اپنی مادری زبان میں بتانے لگا لیکن پھر بھی سب احترام میں اسے سنتے رہے۔ دار صل وہ لوگ اچھے اور خوش اخلاق تھے۔ ان سب کو ہی علم تھا کہ انڈیا میں مختلف مذاہب کے لوگ مختلف زبانوں میں جوش و خروش کے ساتھ اپنی تعلیمات کے بارے میں بتا رہے ہوتے ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ ایسا ہمیشہ سے ہو تا رہا ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

جیسے ہی لامہ کو خیال آیا کہ وہ تو ایک اجنبی سرزمین میں ہے تو دوبارہ اردو بولنے لگا اور کہا کہ ہند کے لوگو میں مقدس دریا کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ مقدس بدھا نے تیر اندازی کے ایک مقابلے میں تیر چھوڑا تو انکی طاقت سے وہ ہدف سے بھی بہت دور گیا اور جہاں لگا وہاں سے مقدس دریا نکلا جہاں غسل کرنے کے بعد وہ بصیرت روشنی حاصل کرتے ہوئے گناہوں سے پاک ہو جائے گا۔ آپکو علم ہے تو اس دریا کے بارے میں بتائیں۔ آوازیں بلند ہوئیں کہ صرف گنگا میں نہانے سے ہی گناہ دھل سکتے ہیں۔

لدھیانہ سکھ کا سپاہی بتانے لگا کہ ہمارے قریب ہی ملسمانوں کی ایک رجمنٹ تھی جسکے سپاہی مولوی صاحب کی بعض اوقات عجیب وغریب حالت ہو جاتی اور وہ پیش گوئیاں کرنے لگتے۔ لیکن خدا تو ایسے لوگوں کا بھی نگہبان ہوتا ہے۔ میں نے غور کیا کہ اسکے آفیسر بھی اسے ہر ممکن طریقے سے برداشت کرتے رہے۔

کسان کی بیوی نے باہر ہری بھری فصلوں کو دیکھتے ہوئے کہا کہ دیکھو ہمارے خدا نے ہم پر کتنی رحمت کی ہوئی ہے جب کہ اس کے شوہر نے کہا کہ پنجاب بہت بڑا ہے اور یہاں کے ہر دریا کو دیکھنا بہت ہی مشکل ہے۔

سکھ نے مکمل یقین کے ساتھ کہا کہ آخری عظیم انسان جو یہاں پر آیا تھا وہ سکندر اعظم تھا۔ اس نے جالندھر میں شاندار سڑکوں کی

کم محبوب علی کا خفیہ پیغام انگریز آفیسر کو پہنچاتا ہے

ایک ہندو میاں بیوی نے انہیں اپنے گھر میں رات گزارنے کی پیشکش کی تاکہ اس سے دعائیں حاصل کر سکیں۔ لامہ کو ان کے گھر چھوڑنے کے بعد کم بہانہ بنا کر انگریز آفیسر کو پیغام پہنچانے نکلا۔ جلد ہی اسکی رہائش گاہ پہنچ کر آفیسر کو کہا کہ محبوب علی نے پیغام بھجوایا ہے۔

کیا پیغام ہے جواب آیا۔

گھوڑوں کی نسل بالکل تیار ہے کم نے کہا۔

آفیسر نے پوچھا اچھا ثبوت کیا ہے۔

کم نے وہ ٹشو پیپر اس کی طرف پھینکا کہ یہ ثبوت ہے۔

آفیسر نے انعام کے طور پر اس کی طرف روپے کا سکہ پھینکا۔ کم نے سکہ تو اٹھالیا مگر وہاں گھاس پر ہی لیٹا رہا۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ وہ انگریز آفیسر ایک کمرے میں چلا گیا اور تیل سے جلتے ہوئے لیمپ میں بہت غور سے پیغام دیکھنے لگا۔ عورت کی آواز آئی کے مہمان آنے والے ہیں ڈیئر۔ پھر وہاں مہمان آگئے مگر سب کی توجہ محبوب علی کے بھیجے ہوئے پیغام کی طرف ہی تھی۔ ایک نے کہا یہ اب ہفتوں کا نہیں دنوں بلکہ گھنٹوں کا معاملہ ہے۔ بڑے افسران بھی آج یہاں آرہے ہیں تو ان سے اس مسئلے پر آج ہی بات ہو گی۔ اعلی ترین حکام کو بھی فوری طور پر آگاہ کر دینا چاہئے۔ فوری ایکشن لینا پڑے گا۔ آٹھ ہزار آدمیوں کی ضرورت ہو گی فوجی سازوسامان کے بارے میں بھی آفیسر فیصلہ کریں گے۔ دوسرے افسر نے کہا اس کا مطلب ہے جنگ۔ جواب آیا جنگ نہیں سزا۔ ٹیلی گرام فوری طور پر کر دیا جائے مگر نئے کوڈ کے ساتھ۔۔ اب ہمیں خواتین کو زیادہ انتظار نہیں کروانا چاہیے۔ بعد میں سگار پینے کے وقت باقی بات کریں گے اس موضوع پر۔ وہاں بڑی پارٹی ہو رہی تھی جس میں کمانڈرانچیف بھی آرہا تھا۔ کم واپس گھر آگیا جو معلومات وہ حاصل کرنا چاہتا تھا وہ اسے مل چکی تھیں۔ لامہ ابھی بھی سو رہا تھا۔

بعد میں کم نے اپنے میزبان سے خواہش ظاہر کی کہ ستاروں کے علم کے ذریعے اس کے مستقبل کے بارے میں بتائے۔ کم نے بتایا کہ وہ اس وقت پیدا ہوا تھا جب کشمیر میں شدید زلزلہ آیا تھا۔ یہ بہت مشہور وقت تھا۔ کچھ دیر حساب کتاب لگانے کے بعد میزبان نے کہا کہ تین دن کے بعد دو آدمی تمہارے لئے کچھ اہم کریں گے۔ مگر مجھے تو مسلح آدمی اور جنگ بھی نظر آرہی ہے۔ یہ سب کچھ بہت جلد ہونے والا ہے ہوشیار رہنا۔ لامہ نے کہا کہ ہم تو امن پسند ہیں اور صرف اپنے مقدس دریا کی تلاش میں ہیں۔ مگر کم اس لئے مسکرا رہا تھا کیونکہ اس نے اپنے پیغام دینے کے بعد آفیسرز سے جنگ کی باتیں سن لی تھیں۔ لامہ نے میزبان سے اپنے مقدس دریا کے بارے میں بھی دریافت کیا مگر وہ کچھ نہیں بتا سکا۔ ان لوگوں نے رکنے کے لئے بہت اصرار کیا مگر لامہ نے ہندو خاندان کا شکریہ ادا کر کے کم کے ساتھ سفر شروع کیا۔ انہیں بہت زیادہ خوراک اور کچھ رقم بھی دی گئی۔ دونوں طرف کی دعاؤں کے بعد کم اور لامہ وہاں سے رخصت ہوئے۔

ایک گاؤں میں انہیں دیکھ کر بہت سے کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ کسان کی آواز سن کر باہر آیا اور غصے میں کہا بھکاریو میرے کھیت سے باہر نکل جاؤ۔ کم نے اسے بتایا کہ یہ بھکاری نہیں بزرگ ہیں۔ بدتمیزی کی صورت میں تمہاری فصل خراب بھی ہو سکتی ہے جس پر ان کے ساتھ اس کا رویہ بدل گیا اور خوفزدہ ہو کر کہا کہ اسے بددعا نہ دی جائے۔ بلکہ اگر ضرورت ہو تو انہیں کھانا اور دودھ وغیرہ بھی مل سکتا ہے۔ لامہ نے کہا کہ غصے کی حالت میں انسان اپنے بس میں نہیں رہتا اور غصہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے۔ کسان کو

اچھی فصل کی دعائیں دے کر سفر شروع کیا۔ ایک چھوٹی نہر پر پہنچے جہاں ایک بڑا سانپ نظر آیا۔ کم تو اسے دیکھ کر ڈر گیا اور کہا کہ اسے مار ڈالنا چاہیے مگر لامہ نے کہا کہ اسے کچھ نہ کہا جائے اسے بھی زندہ رہنے کا حق ہے۔ کم نے پہلی مرتبہ ایسا انسان دیکھا تھا جو سانپ کے

اٹھارہ سوستاون کی جنگ آزادی بغاوت کا تذکرہ

انہوں نے دوبارہ سفر شروع کیا فصلوں کے درمیان سے گزرتے رہے اور اپنے مقدس دریا کی تلاش جاری رکھی۔

وہ دونوں ایک گاؤں میں پہنچے۔ گاؤں کے نمبر دار اور پجاری نے انہیں کھانا اور آرام کرنے کے لیے جگہ دی۔ لامہ نے انہیں مقدس دریا کے بارے میں بتایا تو انہوں نے بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دماغی صحت پر شک کیا۔ کم نے بھی انہیں اپنی کامیابی کی پیش گوئی کے بارے میں بتایا۔ ایک بوڑھے آدمی نے جو بغاوت کے درمیان فوج میں شامل تھا کہا کہ یہ بات درست ہے کیونکہ سرحدوں پر جنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس بوڑھے شخص کو اس کی خدمات کے عوض اس گاؤں میں زمین دی گئی تھی اور اس کے تین بیٹے بھی اب فوج میں آفیسر تھے۔ جب کم نے بتایا کہ آٹھ ہزار فوجی جنگ میں حصہ لیں گے تو وہ بولا کہ اس کے بیٹوں نے تو ایسی بڑی جنگ کا تذکرہ نہیں کیا۔ رات کو کم نے لامہ سے اس کی رقم حفاظت کے لئے لے لی۔ صبح جب لامہ نے کہا کہ رات کو نیند بہت گہری آئی تو کم کا شک یقین میں بدل گیا کہ رقم حاصل کرنے کے لئے لامہ کو دودھ میں نشہ ملا کر دیا گیا تھا۔ جب انہوں نے سفر کا آغاز کیا تو بوڑھا فوجی انھیں راستہ دکھانے کچھ دور تک ان کے ساتھ گیا۔ آم کے درختوں کے درمیان فصلیں اگی ہوئی تھیں اور کام کرتے ہوئے کسانوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ لامہ کو افسوس تھا کہ مندر کو چندہ دینا چاہیے تھا جبکہ بوڑھا فوجی بتا رہا تھا کہ کس طرح فوجی پاگل پن میں بغاوت کے دوران اپنے ہی آفیسرز کے خلاف ہو گئے تھے۔ چھ سو اسی فوجیوں میں صرف تین اس بغاوت میں شامل نہ ہوئے اور بوڑھا فوجی بھی ان میں

سے ایک تھا۔ تمام لوگ اس کے رشتے دار بھائی دوست اسے برا بھلا کہنے لگے کہ انگریزوں کا ساتھ کیوں دیا۔ کوئی بھی یہ سمجھنے کے لئے تیار نہ تھا کہ میں فرض شناسی اور میرٹ پر اپنے فرائض سر انجام دے رہا ہوں۔ لوگ مجھے کہتے انگریزوں کا ساتھ دینا بند کرو کیونکہ ہندوستان میں انکا وقت پورا ہو چکا ہے۔ انگریز میم صاحب اور ان کے بچے کی زندگی بچانے کے لیے ستر میل کا سفر گھوڑے پر طے کیا۔ میں انگریزوں کا وفادار رہا۔ ہندوستانیوں کو جنونی بننے سے روکنے کی بھی کوشش کی۔ ان میں سے کچھ آفیسر زاب جنرل بن چکے ہیں مگر اب بھی مجھے یاد رکھتے ہیں۔ میری وفاداری کا خیال رکھا گیا۔ ملکہ نے جشن کے موقع پر مجھے آرڈر آف برٹش انڈیا کا اعزاز عطا کیا جسے

لامہ نے کہا پھر اس کے آگے

جواب آیا پھر وہ چلے جاتے مگر اس سے پہلے تمام گائوں ان بڑے لوگوں کو دیکھ چکا ہوتا

لامہ نے سوال کیا کہ آخر آپ کا انجام کیا ہو گا

جواب آیا موت

لامہ نے کہا پھر اس کے بعد

جواب آیا پھر خدا کی مرضی۔ وہ مجھے ٹھنڈی جگہ عطا کرے گا جہاں میں اپنے بیٹوں کا انتظار کروں گا جو خود بھی فوج میں میجر ہیں۔

لامانے کہا کہ وہ بھی ایک زندگی سے دوسری زندگی کے پہیئے میں سفر کرتے رہیں گے۔ مشکل اور تکلیف دہ سفر۔ دراصل ہماری طاقت ہی ہماری اصل کمزوری ہے۔ زندگی کا مقصد کچھ اور ہے اور ہم کسی اور طرف سفر کر رہے ہیں۔

باتیں کرتے ہوئے تھک کر آم کے درختوں کے نیچے گرم موسم میں بوڑھا سپاہی اور لامہ سو گئے۔ کم کو فکر تھی کہ کہیں سانپ نہ ہوں تو احتیاط کی۔

جاگنے کے بعد بڑی سڑک جی ٹی روڈ تک انہوں نے ایک ساتھ سفر کیا۔ بڑی سڑک جو ہندوستان کے بڑے حصے میں پھیلی ہوئی تھی۔ ریل آنے سے پہلے اس کی بہت زیادہ اہمیت تھی مگر اب بھی ہر رنگ نسل مذہب کے لوگ اپنی سواریوں میں یہاں سے گزرتے تھے۔ بوڑھے فوجی کے رخصت ہونے کے بعد لامہ اور کم نے گرینڈ ٹرنک روڈ جو پندرہ سو میل پر پھیلی ہوئی تھی پر اپنا سفر جاری رکھا۔ تمام دینا میں یہ اپنی مثال آپ تھی۔ لامہ اپنے خیالات میں کھویا رہا اور سڑک پر موجود لوگوں پر بالکل دھیان نہ دیا۔ جبکہ جی ٹی روڈ میں کم کو تو جیسے تمام انڈیا ایک جگہ نظر آگیا اور اس نظارے نے اسے ساتویں آسمان پر پہنچا دیا تھا۔ کم اور لامہ خاموشی سے سفر کرتے رہے۔ بالآخر کم نے کہا یہ کتنی خوبصورت جگہ ہے جنوب بہت خوبصورت ہے۔ آب وہوا اور پانی بھی اچھا ہے۔ لامہ نے جواب دیا کہ اصل

میں یہ ایک زندگی سے دوسری زندگی کے سفر میں ہیں۔ زندگی کے پہیے میں چکر لگاتے ہوئے۔ کم نے کہا ہم نے بہت زیادہ سفر کر لیا ہے تھکن ہو گئی ہے سورج بھی غروب ہونے کو ہے کیوں نہ ان درختوں کی چھاؤں میں آرام کریں۔ لامہ نے جواب دیا کہ آج رات

بوڑھی نیک دل عورت سے ملاقات

وہاں پر ایک بیل گاڑی آئی جسے آرام دہ سفر کی گاڑی کے طور پر استعمال کرنے کے لئے نئے خوبصورت پردے لگائے گئے تھے۔ اٹھ محافظ اس کی حفاظت کر رہے تھے جن میں سے دو نے تلواریں بھی پکڑی ہوئی تھیں۔ شان و شوکت بتا رہا تھا کہ کوئی امیر سفر کر رہا ہے۔ کم نے ایک بوڑھی عورت کی آواز سنی جو غصے میں حکم دے رہی تھی۔ اس کے ملازموں میں آدھے لوگ کم کے علاقے سے تھے اور آدھے پہاڑی تھے۔ کم نے جان بوجھ کر اس جگہ کے قریب رہنے کا ارادہ کیا اور وہاں آگ روشن کی۔ جب ایک پہاڑی ملازم نے کم سے کہا کہ بھکاری یہاں سے بھاگ جاؤ تو لامہ نے کہا یہاں کیا ہو رہا ہے۔ اس پہاڑی ملازم نے کم کے ساتھ لامہ کو دیکھا تو گھبرا کر کہا کہ مجھ سے غلطی سے گناہ ہونے والا تھا۔ بوڑھی عورت نے غصے سے کہا بھکاریوں کو بھگا کیوں نہیں رہے۔ پہاڑی ملازم نے بوڑھی عورت کو لامہ کے بارے میں بتایا تو اس نے لامہ کے لیے عزت و احترام سے کھانا اور کمبل بھیجے۔ لامہ اور کم ایک دوسرے کو بہت پسند کر رہے تھے۔ بوڑھی عورت کی خواہش پر لامہ اس سے ملنے گیا۔ دیر تک مذہبی باتیں ہوتی رہیں اور بوڑھی عورت نے خواہش ظاہر کی کہ لامہ اس کے ساتھ سفر کرے اور دعا بھی کرے کہ اس کی بیٹی کے دوسرا بیٹا پیدا ہو۔

دوسری صبح ان کے ساتھ تمام انڈیا جاگا۔ انسانوں پرندوں اور جانوروں کی آوازیں آنا شروع ہوئیں۔ آگ پر کھانے پکنا شروع ہوئے۔ کم کو یہ سب کچھ بہت اچھا لگ رہا تھا۔ بوڑھی عورت اپنے ملازموں کو چیخ چیخ کر احکامات دے رہی تھی۔ سفر شروع ہوا۔ کم اور لامہ اب اس قافلے کے ساتھ چل رہے تھے۔ عورت تمام راستے مذہبی باتیں کرتی رہی۔ کبھی اس کا منہ نظر آجاتا مگر نقاب سے ڈھکا

کم انگریزوں کے ہاتھ میں

ہرے بھرے میدان میں سرخ بیل والی رجمنٹ

کم نے دور سے چار آدمی ایک ساتھ چلتے ہوئے دیکھے اور کہا وہ فوجی ہیں۔ سفید فوجی۔ ان فوجیوں کا جھنڈا ابھی نظر آیا جہاں سبز میدان میں ایک سرخ بیل کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ کم نے تیزی سے کہا پیشگوئی یہی کی گئی تھی۔ وہ حیران پریشان تیزی سے سانس لے رہا تھا۔ لامہ کو پیچھے کھڑا کیا اور خود فوجیوں کے کیمپ کے نزدیک رینگتے ہوئے چلا گیا۔ پادری بینٹ اچانک خیمے سے باہر نکلا تو کم کو لیٹے ہوئے دیکھا اور پکڑ لیا۔ کم نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بہت کوشش کی مگر اسے خیمے کے اندر لے جایا گیا اور پوچھا گیا کہ تم کون ہو کیا چور ہو۔ کم نے دوبارہ بھاگنے کی کوشش کی۔

مسٹر بینٹ نے پکڑنے کی کوشش کی تو گلے میں پڑا ہوا بڑا تعویذ نما پرس اس کے ہاتھ میں ٹوٹ کر آگیا۔

کم تیزی سے انگریزی میں کہنے لگا میں چور نہیں ہوں۔ یہ میرا ہے۔ مجھے دے دو۔ مسٹر بینٹ اور فادر وکٹر حیران تھے کہ ایک چور بچہ انگریزی بول رہا ہے اور اس کے گلے میں ایک اہم تعویز بھی ہے۔ کم نے دوبارہ تعویذ مانگا تو اسے کہا گیا کہ پہلے اسے کھول کر دیکھا

جائے گا۔ اندر سے کم کی پیدائش کا سرٹیفکیٹ نکلا جس پر اس کے باپ نے اپنی رجمنٹ کا نمبر اور اپنا نام لکھا تھا اور کہا تھا کہ اس لڑکے کا بہت خیال رکھا جائے۔ فادر وکٹر حیرانی کے عالم میں بولا یہ تو کمبل اوہارا کا بیٹا ہے۔ میرے سامنے اس کی شادی اینی شوٹ سے ہوئی تھی اور دیکھو قمیض کے نیچے سے اس کا رنگ سفید ہے۔ کم تیزی سے بولا یہ مجھے دو اور جانے دو میں چور نہیں ہوں میں نیک انسان کا چیلا ہوں۔

وہ سب لوگ لامہ کے پاس آئے۔ کم نے کہا مجھے اپنی منزل مل تو گئی مگر حالات نہ جانے کہاں لے کر جائیں۔ یہ گدھے میرے ساتھ نہ

طویل خاموشی کے بعد لامہ نے کہا کم مجھے تم ملے تو میں نے سوچا کہ تمہیں میری مدد کے لئے بھیجا گیا ہے جب کہ اپنا سفر تو ہمیں خود ہی مکمل کرنا ہوتا ہے۔ فادر وکٹر کو بات تو سمجھ نہ آئی مگر اس میں چھپا ہوا درد محسوس کر لیا۔ جب اسے علم ہوا کے تعلیم کے بعد کم کو فوجی بنایا جائے گا تو لامہ نے پوچھا کہ کس شہر میں تعلیم دی جائے گی۔ اچھی تعلیم اور خوراک کے لیے کتنی رقم درکار ہو گی۔ فادر وکٹر نے کہا تمہیں آرمی کے یتیم خانے میں تعلیم دی جائے گی مگر انڈیا میں سب سے بہتر تعلیم تو لکھنؤ کے سینٹ زے ویئر میں دی جاتی ہے۔ وہاں تو دو تین سو روپے سال کا خرچہ آتا ہے بہت زیادہ رقم۔

لامہ نے کہا فادر وکٹر اپنا نام بتہ اسے لکھ کر دے دے۔ جیسے ہی اسے لکھ کر دیا گیا وہ تیزی سے اٹھا اور یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا کہ وہ مقدس دریا کی تلاش جاری رکھے گا۔

لامہ کے جانے کے بعد کم کو ایک دوسرے فوجی کے حوالے کر دیا گیا جس نے سختی سے کہا کہ کم وہاں سے بھاگنے کی کوشش ہر گز نہ کرے اور سرخ بیل کی رجمنٹ کا احسان مند رہے جس نے اس کی مدد کی سناور اسکول میں تمہیں اچھا انسان بنا دیا جائے۔ کم نے جواب دیا کہ آپ لوگ وہاں نہیں بلکہ جنگ کے لیے جائیں گے۔ آٹھ ہزار فوجی اور اسلحہ اس کے علاوہ۔ اس کی بات کو مذاق سمجھ کر سب

لوگ ہنسنے لگے۔ وہاں فادر وکٹر اور مسٹر بینیٹ بھی اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ شام کو جب واقعی جنگ میں جانے کی اطلاع موصول ہوئی تو فادر وکٹر نے حیرانی سے کم سے سوال کیا کہ تمہیں یہ بات پہلے ہی کیسے پتا چل گئی تھی۔ کم نے اپنی فتح محسوس کی مسکرایا مگر کوئی جواب نہ دیا۔

محبوب علی کم کی مدد کو آجاتا ہے

بیماروں عورتوں اور بچوں کے علاوہ سب جنگ پر چلے گئے تو دوسرے لڑکے کم کی نگرانی پر لگا دیے گئے۔ ایک آدمی نے غصے سے اسے بتایا کہ وہ سکول ماسٹر ہے کم نے بھی غصے سے جواب دیا تو اسے کان سے پکڑ کر ایک دوسرے کمرے میں لے گیا جہاں بہت سے بچے اپنا سبق پڑھ رہے تھے۔ کم بیٹھا اور سو گیا۔ کلاس ختم ہونے پر سب سے پہلے باہر بھاگا مگر نگرانی

کم تعلیم حاصل کرنا شروع کرتا ہے

فادر وکٹر نے یہ بتا کر سب کو حیران کر دیا کہ لامہ نے تین سو روپے کم کو تعلیم کے اخراجات کے لیے بھجوائے ہیں تاکہ وہ لکھنؤ میں انڈیا کے سب سے اچھے اسکول میں تعلیم حاصل کر سکے۔ فادر وکٹر خود بھی حیران تھا کہ ایک لامہ کے پاس اتنی رقم کہاں سے آئی اور ایک انگریز لڑکے پر اس نے کس قدر احسان کیا۔ کرنل کریٹن نے کہا کہ وہ اگلے ہفتے اپنے ساتھ لے جا کر کم کو لکھنؤ کے اچھے سکول میں داخل کروا دے گا۔

کم اگرچہ خوش نہ تھا مگر محبوب علی اور باقی سب کو علم تھا کہ کم کے اچھے مستقبل کے لیے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔
لکھنؤ میں انڈیا کے بہترین سکول میں کم کو داخل کروا دیا گیا یہاں سب انڈین بچے تھے ماحول بھی اچھا۔

جادوگر لرگن صاحب

محبوب علی نے کہا کہ کرنل کریٹن کی خواہش ہے کہ تم چھٹیاں لرگن صاحب کے پاس گزارو گے اسکول دوبارہ کھلنے تک اسی کے پاس رہو گے۔

کم نے کہا کہ وہ محبوب علی کے ساتھ رہنا چاہتا ہے مگر اس نے کہا کہ فوری طور پر لرگن صاحب کے پاس جاؤ اور بھول جاؤ کہ کبھی محبوب علی یا کرنل کریٹن سے ملے ہو یا ان کے لیے کام کیا ہے۔ اب وہ کم سے ادب سے بات کر رہا تھا۔ بولا کہ تم صاحب ہو۔ لرگن صاحب بھی صاحب ہے اور تمہیں ان سے ادب و احترام سے ملنا ہے۔ کم لرگن صاحب سے ملنے گیا۔ ان کی دکان تلاش کرتے ہوئے ایک دس سالہ انڈین بچے سے پوچھا کہ لرگن صاحب کی دکان کہاں ہے۔ لڑکا کم کو مطلوبہ دکان میں لے گیا جس کا دروازہ کھلا تھا۔ دراصل لرگن صاحب نے ہی وہ لڑکا کم کو لانے کے لئے بھیجا تھا۔ لرگن صاحب کی کالی داڑھی تھی اور پراسرار لگ رہا تھا۔ بہت تیزی سے چمکدار موتی دھاگے میں ڈال رہا تھا۔ جب کم کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں پہلے بہت زیادہ پھیلیں اور پھر بہت زیادہ سکڑ گئیں۔ مگر کم نے ایک جادوگر کو لاہور میں ایسا کرتے ہوئے پہلے بھی دیکھا تھا تو جب لرگن

ہری بابو ہری چندر مکر جی انگریزوں کا عظیم جاسوس

ایک آدمی ہری چندر مکر جی دوکان میں آیا تو کم نے اس سے بھی بھیک مانگی۔ جس پر ہری چندر مکر جی نے کہا بہت ہی شاندار اداکاری کی اس لڑکے نے اسے مکمل ٹریننگ ملنی چاہیے۔ لرگن صاحب نے کہا لکھنؤ میں کم کو اسی چیز کی تعلیم دی جارہی ہے۔ ہری چندر مکر جی جو بہت بھاری بھر کم موٹا تازہ تھا کہ جانے کے بعد لرگن صاحب نے کہا جاسوس تو بہت سے ہیں مگر جو دس سب سے بہتر ہیں ان میں سے ایک یہ بھی شامل ہے۔ بہادر بنگالی۔

کم نے اپنے لکھنؤ کے اسکول کا سفر ہری چندر مکر جی کے ساتھ کیا۔ کم حیران تھا کہ اتنا بھاری بھر کم موٹا تازہ انسان جاسوسی کیسے کرتا ہو گا۔ ہری بابو بولا کہ کم تعلیم حاصل کرو محنت کرو شاید ایک دن ہم ایک ساتھ کام کر رہے ہوں۔ کم نے سکول میں بہت محنت کی۔ سال گزرتے رہے مگر گرمیوں میں وہ محبوب علی کے پاس رہنے کو ترجیح دیتا جس کا خیال تھا کے کم کو خدا نے عقل دی ہے اور اسکول کی تعلیم اسے زنگ لگادے گی اور وہ گریٹ گیم کا حصہ نہیں بن سکے گا۔ ہری بابو نے بھی اس بات کی تائید کی چنانچہ کرنل کریٹن نے نہ چاہتے ہوئے بھی کم سے کام لینے کا فیصلہ کیا۔ کم بے حد خوش تھا کہ اسے نقشے تیار کرنے کی نوکری مل گئی ہے۔ وہ محبوب علی سے لکھنؤ ریلوے اسٹیشن پر ملا۔ محبوب علی نے اسے تفصیل سے گریٹ گیم کے

حنیفہ جادوگرنی

محبوب علی نے غصے سے کہا کہ بازاروں میں لیمپ روشن ہو چکے ہیں تمہیں کوئی نہیں پہچانے گا۔ آئو میرے ساتھ۔ عظیم اللہ کی پان کی دکان کے قریب پرانی گندی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ ایک تاریک کمرے میں پہنچ گئے۔ کمرے میں بھی گندگی تھی اور بکھرا ہوا سامان بھی بہت پرانا تھا جہاں حقے اور تمباکو کی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ کونے میں ایک موٹی عورت لیٹی ہوئی تھی جو عورت سے زیادہ گھٹری لگ رہی تھی۔ تمام جسم ناک کان گلے کلائی بازو ہر جگہ مقامی زیورات پہنے ہوئے تھے جنہوں نے اس کے حرکت کرنے سے تیز آواز پیدا کی۔

محبوب علی نے کم کو کہا کہ جس راستے پر تم چل پڑے ہو وہاں بہت خطرات ہیں۔ تمہاری حفاظت کے لیے تمہیں حنیفہ کے پاس لایا گیا ہے۔ یہ رنگ تبدیل کرنے میں ماہر ہے اور اس کے عمل کا کوئی توڑ بھی نہیں ہے۔ تم مجھے اپنے بیٹے کی طرح عزیز ہو اس لئے تمہاری مکمل حفاظت کا بندوبست کرنا چاہتا ہوں۔ اپنا تمام سامان ایک طرف رکھ دو اور حنیفہ تم اپنا کام شروع کرو۔ جب عورت نے اپنے دونوں ہاتھ کم کی طرف پھیلائے تو پھر اسے پتہ چلا کہ یہ تو اندھی نابینا ہے۔ وہ کہنے لگی ہاں میں جن لوگوں پر عمل کرتی ہوں وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ عورت ایک تاریک کمرے میں چلی گئی تو کم سمجھ چکا تھا کہ یہاں پر جادو ہو رہا ہے اور پریشان تھا۔ جس پر محبوب علی نے کہا کہ میرے بیٹے پریشان نہ ہو میں تمہارے ساتھ ہوں تمہارا محافظ۔ عورت دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ کم کو وہ نظر تو نہیں آرہی تھی مگر اس کے زیورات کے برتنوں سے ٹکرانے کی آواز آتی رہی۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے کچھ پڑھ رہی تھی۔ دیا سلائی جلائی دھوئیں سے تمام کمرہ بھرنے لگا جس کی خوشبو اور تاثیر مدہوش کرنے والی تھی۔ کم آہستہ آہستہ نیند کی حالت میں جا رہا تھا اور اس کے کانوں میں عورت کے الفاظ گونج رہے تھے جو شیطان اور اس کے چیلوں کو مدد کے لئے بلا رہی تھی۔ اس کے کانوں میں ایسے بول رہی تھی جیسے بہت دور سے آواز آرہی ہو۔ پھر اپنی بہت نرم مگر خوفناک انگلیوں سے کم کو چھوا۔ محبوب علی نے اس وقت تک اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا جب تک وہ ایک آہ بھر کر بے ہوش نہ ہو گیا۔ محبوب علی نے کہا اللہ اس میں کتنی طاقت تھی شاید انگریز ہونے کی وجہ سے۔ نشے کا دھواں نہ ہوتا تو یہ کبھی بھی ہوش نہ ہوتا۔ خیر حنیفہ تم اپنی دعوت اور انہیں بلانے کا کام جاری رکھو۔

عورت دردناک آواز میں اپنی بے نور آنکھوں کو مغرب کی سمت کرتے ہوئے کہنے لگی

تم جو سننے والے ہو جو اپنے کانوں سے سنتے ہو میری آواز سنو اور یہاں پر حاضر ہو جاؤ۔

اندھیرے کمرے میں اس کی پراسرار آواز گونج رہی تھی۔

باہر سے ہری بابو کی گھبراہٹ میں کھانسنے کی آواز آئی تو عورت نے کہا کہ دوست جادو کا عمل ہو رہا ہے اس میں مداخلت برداشت نہیں کی جاتی۔ اس نے اپنا عمل جاری رکھا اور ایسا محسوس ہوا کہ چھت سے اس کی باتوں کا جواب دیا جا رہا ہے۔

دراصل ہری بابو بھی وہاں آچکا تھا اور کھڑکی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

اپنے خیالات میں کھوئی ہوئی وہ عورت عمل کرتے ہوئے دائیں بائیں حرکت کر رہی تھی جبکہ کم بے ہوشی کی حالت میں اس کے سامنے موجود تھا۔ بہت قدیم جادو کی رسومات کے مطابق وہ ایک کے بعد دوسرے شیطان کو پکار رہی تھی کہ وہ اس لڑکے کی حفاظت کریں۔ لگتا تھا کوئی طاقت اسے جواب بھی دے رہی ہے۔

کچھ دیر کے بعد حنیفہ بھی بے ہوش ہو کر کم کے قریب ہی بے حس و حرکت لیٹ گئی اور کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

ہری بابو کو پریشان دیکھا تو محبوب علی نے کہا کہ کم کی حفاظت کے لیے یہ بہت ضروری تھا اور حنیفہ ایسی چیزوں میں بہت مہارت رکھتی ہے۔ آپ کو بھی خوفزدہ ہونے کی بالکل ضرورت نہیں۔

ہری بابو نے اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے انگریزی میں کہا کے خوف تو ان چیزوں سے ہوتا ہے جو نظر آتی ہیں۔ ایک طرف تو جادو کو برا کہتے ہوئے ہم اس کی چھان بین کرتے ہیں تو اسی جادو سے خوفزدہ ہونا کتنی بری بات ہے۔ اور دوسری طرف تاریکی کی طاقتوں پر

ہری بابو کم کو گریٹ گیم میں شامل کرتا ہے

پھر کم ریل پر بنارس گیا جہاں لامہ سے ملاقات کی اس کے قدموں میں گر گیا اور بولا تین سال سکول میں تعلیم حاصل کی جو آپ کی وجہ سے ممکن ہوئی۔ لامہ نے کہا کہ پہاڑی علاقے شمال کی طرف سفر کرنا چاہیے۔ جو نیک اور سخی دل بوڑھی عورت قافلے کے ساتھ ملی تھی سہارن پور جا کر اس سے ملاقات کرنی چاہیئے۔ دونوں نے دہلی کی ٹرین پکڑی اور وہاں سے سہارن پور پہنچ گئے۔

پھر پیدل سفر شروع کیا رات کو لوگ انہیں کھانا کھلاتے۔ لامہ کم کو بدھا کے فلسفے کے بارے میں سمجھاتا کہ انسان کس طرح پیدا ہوتے ہیں مرتے ہیں پھر نئی زندگی ملتی ہے۔ زندگی کا پہیہ اسی طرح چلتا رہتا ہے۔

اپنے پھلوں کے باغات کے درمیان اس بوڑھی عورت کو لامہ کے آنے کی خبر ملی۔ اس نے فوری طور پر اپنے ملازم کو کابل کے انگوروں اور دوسرے پھلوں کے ساتھ لامہ کے پاس بھیجا اور اسے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ لامہ اور کم جب عورت کے پاس پہنچے تو وہ بہت خوش ہوئی اور اپنے نواسوں کے بارے میں بتایا۔ دعا اور تعویذ کی درخواست کی اور بتایا کے ایک حکیم بھی وہاں موجود ہے جو بیمار بچے کو

کھانے کے بعد پچھلی جانب کوارٹر میں سو رہا ہے۔ کم نے کہا اس سے ملاقات اور گفتگو مزیدار رہے گی۔ حکیموں کے علاج کے بارے میں برائی کی جانے لگی تو عورت نے لامہ سے کہا ٹھیک ہے تو مجھے دعا اور تعویز دیں۔ ایک بھاری بھرکم آدمی اندر داخل ہوا اور کہا کہ آپ لوگوں کو دواؤں کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ بوڑھی عورت نے خود کو اس بحث سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا میں نے اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کرنے جانا ہے کیونکہ بچوں کا باپ دوسرے شہر میں ہے۔ حکیم صاحب اور چھوٹے لامہ کو فیصلہ کرنے دینا چاہئے کہ ان میں سے کون سی چیز بہتر ہے۔ عورت جسے بیس گاؤں والے جانتے تھے اور عزت کرتے تھے چلی گئی۔ اس کی زبان سختی اور سخاوت سے بھی واقف تھے اور اس علاقے میں چوری چکاری کا نام ونشان تک نہ تھا۔ اپنی پالکی میں وہ روانہ ہوئی تو پیچھے بہت سے ملازم بھی تھے۔ علاقے کا معائنہ سخت طریقے سے کیا جس کی آوازیں دور دور تک سنی جا سکتی تھیں۔

عورت کے جانے کے بعد حقے کا دور چلنے لگا تو حکیم نے آہستہ سے کہا

آپ کا کیا حال ہے مسٹر اوہارا۔ آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔

کم اپنا نام سن کر حیران پریشان بیٹھا تھا۔ دراصل وہ ہری بابو کو پہچان نہیں سکا تھا جو حکیم کے بھیس میں تھا۔

حقہ پیتے اور الائچی کھاتے ہوئے کہنے لگا کہ میں نے کہا تھا نہ ایک دن دوبارہ ملوں گا تو تم مجھے پہچان نہیں سکو گے۔ کم حیرانی سے بولا بابو جی آپ یہاں کیسے۔ جواب آیا ہاں دیٹ از دی کویسچین۔ شیکسپیئر نے بھی تو کچھ ایسی ہی بات کہی تھی۔ دراصل مجھے آپکے شاندار طریقے سے تعلیم مکمل کرنے کی گریجویٹ ہونے کی اطلاع ملی تو مجھ سمیت تمام محکمہ اور آپکے پرانے ساتھی بے حد خوش ہوئے اور

اس نے بتایا کہ وہ گریٹ گیم کے سلسلے میں وہاں موجود ہے۔ محبوب علی کی جو اطلاع گھوڑوں کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے تم نے پہنچائی تھی اس پر کارروائی ہوئی فوجیں بھیجی گئیں مگر جنگ کے بغیر ہی مقصد حل ہو گیا اس لئے اخراجات بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے فوجیں واپس بلوا لی گئیں۔ مگر گریٹ گیم ابھی بھی جاری ہے۔ فوجوں کی واپسی کے بعد بھی۔ علاقے کے دوراجاؤں نے حکومت سے پیسوں کے عوض علاقے کی نگرانی قبول کر لی۔ حکومت نے سڑکیں وہاں خود تیار کروائی تھیں اور میں بھی وہاں موجود تھا جس نے اندازہ کر لیا کہ دراصل وہاں کے راجہ تو روسیوں سے رشوت لے کر ان سے مل چکے ہیں۔ میں نے بھی یہ خبر حکومت کو دی اور محبوب علی نے بھی۔ مجھے یاد ہے وہاں بے حد سردی تھی۔ پھر مجھے جنوب میں بلا کر خبر کی تصدیق کی گئی۔

مگر اب وہاں دو مشکوک آدمی دوبارہ دیکھے گئے ہیں۔ وہ شکاریوں کے بھیس میں ہیں مگر دراصل روسی جاسوس ہیں۔ ایک روسی ہے اور دوسرا افرانسیسی جو مقامی راجاؤں سرداروں کی روس کے لئے حمایت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں تحفے بھی دے رہے ہیں اور آپس میں عہد و پیمان بھی کئے جا رہے ہیں۔ انکے پاس جاسوسی کا سامان بھی دیکھا گیا ہے۔ راجہ ان کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہیں ان سے مل چکے ہیں اس لئے مجھے حکم ملا ہے کہ دوبارہ وہاں جا کر ان دونوں سے معلومات حاصل کروں۔ وہ کھالیں وغیرہ بیچنے کے لیے جب قریب آئیں گے تو میں ان کے ساتھ گھل مل جاؤں گا اور ان کی حقیقت اور معلومات حاصل کر لوں گا۔ مگر کم مجھے تمہاری ضرورت

ہے۔تم منع بھی کرسکتے ہو مگر لامہ کے ساتھ اگر شمال کی پہاڑیوں پر میرے ساتھ چلو تو مجھے خوشی ہوگی اور اطمینان بھی۔ کم نے کہا لامہ کو تو پہاڑیوں پر جانے کا سن کر خوشی ہوگی۔ ہری بابو بولا میں پہلے روانہ ہو جاؤں گا۔ تم سے چند میل آگے سفر کر رہا ہوں گا۔

کم تمام رات اس بارے میں سوچتا رہا کیونکہ گریٹ گیم کا حصہ تو وہ خود بھی بننا چاہتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ لامہ نے مجھ پر احسان کیا محبوب علی نے بھی کرینٹن صاحب نے بھی مگر لامہ کے احسانات سب سے زیادہ ہیں۔ میں ضرور ان دونوں جاسوسوں کو ان کے جاسوسی کے سامان کے ساتھ دیکھوں گا۔

دوسرے دن کم نے لامہ سے پہاڑیوں کی تعریف کی برف اور سردی کی بات کی۔ ہری بابو نے بھی لامہ کو کہا کہ پہاڑیوں پر کھلی ہوا میں

لامہ نے اطمینان سے پہاڑیوں کی طرف دیکھا اور اس طرف چلنا شروع کر دیا۔ لامہ جس کی یہ پہاڑیاں اپنا علاقہ تھیں ان کے درمیان پہنچ کر نئی طاقت محسوس کر رہا تھا اور رفتار تیز ہو چکی تھی۔ جبکہ کم جو میدانی علاقے کا عادی تھا پہاڑیوں میں چلتے ہوئے تھک چکا تھا۔

ایک طرف پہاڑیاں تھیں اور دوسری طرف درختوں کے جنگل۔ جیسے جیسے بلندی پر جا رہے تھے سردی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ جب کم کو ایک پہاڑی شخص نے موٹا مگر سستا کوٹ تحفے میں دیا تو کم نے خوشی محسوس کی کیونکہ اسے اس کی ضرورت تھی۔ جبکہ لامہ حیران تھا کہ کوٹ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ وہ بولا جب اصل پہاڑیوں پر پہنچیں گے تو سردی وہاں پر ہوگی۔ کم نے کہا لوگ بہت اچھے ہیں تازہ ہوا ہے پانی شاندار ہے مگر کھانے اچھے نہیں ہیں۔ رات کو تو سردی بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ لامہ نے جواب دیا لیکن دوبارہ دن کی روشنی اور حرارت کس قدر مزہ دیتی ہے۔

تمام راستے بہت کم لوگ نظر آئے۔ کبھی کبھار ہوا میں عقاب اڑتا دکھائی دیتا یا دور کوئی ریچھ نظر آ جاتا۔ حکیم سے بھی ملاقات ہوئی جو راستے میں لوگوں کا علاج بھی کر رہا تھا۔ کم حکیم کے ساتھ جنگل میں جا کر جڑی بوٹیاں بھی تلاش کرتا اور باتیں بھی کرتا۔ ہری بابو نے کہا مسٹر اوہارا مجھے علم نہیں کب ان دو جاسوسوں سے ملاقات ہوگی مگر میری چھتری پر نظر رکھو جو تمہیں دور سے ہی نظر آ رہی ہوگی۔ میں سوچ رہا ہوں کہیں وہ اپنے کاغذات پہلے ہی روس نہ پہنچا چکے ہوں۔ وہ دونوں جدا ہو گئے مگر ہری بابو کی چھتری کم کو دور سے نظر آ جاتی۔

سفر کرتے ہوئے وہ بہت بلندی پر پہنچ گئے اصل پہاڑوں پر۔ لامہ نے کہا چیلا یہ میرے گھر کی طرح ہیں۔ اس جگہ تمام سال برف جمی رہتی تھی۔ نیچے دور میلوں تک سرسبز و شاداب جنگل پھیلا ہوا تھا جس کے نیچے ایک گاؤں میں فصلیں اور جانور موجود تھے۔ ہری بابو پہلے ہی یہاں پہنچ کر دوربین سے جائزہ لے چکا تھا۔ اسے اجنبیوں کے کیمپ دھبوں کی طرح نظر آ گئے۔ جب ایک طوفان کے بعد ان تک پہنچا تو تمام کام کرنے والے ان جاسوسوں کے پاس سے جا چکے تھے۔ ان کی سوچ تھی کہ انہیں کوئی منحوس چیز نقصان پہنچا سکتی ہے کیونکہ آسمانی بجلی نے ایک درخت کو جلا ڈالا تھا۔ ہری بابو نے اجنبیوں کی مدد کی اور علاقے کے لوگوں کو پیسے دے کر کام کے لیے دوبارہ راضی کر لیا۔ اس نے اپنا تعارف رام پور کے راجہ کے ایجنٹ کے طور پر کروایا۔ سفر شروع ہوا اور ہری بابو ان سے دلچسپ گفتگو کرتا رہا مگر ایک بڑے صندوق پر نظر بھی رکھی جس میں نقشے اور قیمتی کاغذات موجود تھے۔ کم بھی چھتری کو دیکھتا ہوا لامہ کے ساتھ ان تک پہنچ گیا۔

کم نے اکیلے میں ہری بابو سے پوچھا مجھے کیا کرنا ہے۔ جواب آیا بس انتظار کرو اور دیکھو۔ اس صندوق میں نقشے اور قیمتی کاغزات موجود ہیں۔ میں دیکھ چکا ہوں کہ ایک راجہ کا لکھا گیا خط بھی وہاں پر ہے مگر کس راجہ کا یہ اب تک علم نہیں ہو سکا کیونکہ اس کی بہت حفاظت

برف پوش پہاڑوں پر روسی اور فرانسیسی جاسوس

لامہ ایک مقدس تصویر جو اس نے خود بنائی تھی کے ساتھ کم کو بدھ فلسفے کے بارے میں بتا رہا تھا۔ جاسوسوں نے تصویر میں دلچسپی ظاہر کی تو لامہ نے جاسوسوں کو تصویر کے بارے میں سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر ایک نے اسے روک کر کہا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی یہ کیا کہہ رہا ہے میں یہ تصویر خریدنا چاہتا ہوں۔ اس سے پوچھو کتنے میں بیچے گا۔ ہری بابو نے لامہ سے پوچھنے کے بعد کہا کہ نہیں یہ نہیں بیچے

گا۔ لامہ علاقے کا اہم شخص ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا مصور بھی تھا اور کسی ایسے شخص کو تصویر بیچ نہیں سکتا تھا جس کی اسے قدر نہ ہو۔ روسی نے سمجھا کہ لامہ تصویر کی قیمت بڑھانا چاہتا ہے۔ مذاق میں جیب سے رقم نکالی اور تصویر لامہ سے چھیننے کی کوشش کی اور وہ پھٹ گئی۔ پہاڑی مزدوروں میں سے کچھ بدھ کو ماننے والے تھے یہ دیکھ کر وہ سخت گھبرا گئے۔ شدید لڑائی کا آغاز ہوتا دیکھ کر ہری بابو پریشان تھا۔ جاسوسوں سے بولا جناب جناب آپ ایک نیک مقدس انسان کو ہرگز نہ ماریں۔ اس سے پہلے کہ کم روکتا روسی نے پوری طاقت سے لامہ کے منہ پر مکا مارا۔ اگلے ہی لمحے غصے میں کم اس کی گردن پر ہاتھ ڈال چکا تھا اور وہ دونوں قلابازیاں کھاتے پہاڑیوں سے نیچے گر رہے تھے۔ لامہ پریشانی کی حالت میں زمین پر بیٹھ گیا اور تمام مزدور خوفزدہ حالت میں سامان اٹھائے اوپر کی جانب تیزی سے بھاگنے لگے۔ مقدس انسان لامہ کو مارنا خوفناک گناہ تھا اور وہ اب اس جگہ سے دور نکل جانا چاہتے تھے۔

فرانسیسی شخص نے اپنی پستول کے ذریعے لامہ کو یرغمال بنانے کا سوچا مگر پہاڑی لوگوں نے اس پر پتھر برسانے شروع کر دیے جن کا نشانہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ فرانسیسی کے فرار ہونے پر بدھ کو ماننے والے ایک مزدور نے لامہ کو سہارا دے کر بلندی کی جانب چڑھانا شروع کیا۔ فرانسیسی کو قیمتی سامان جانے کا دکھ تھا اور ہلکی روشنی میں اندھا دھند گولیاں چلانے لگا۔ ہری بابو خاموشی سے کم تک پہنچ گیا اور آہستگی سے کہا اس سامان میں قیمتی دستاویزات موجود ہیں۔ تم مزدوروں کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ پھر فرانسیسی سے چیخ کر کہا گولیاں مت چلائیں۔ اس طرح مزدور نیچے اتر کر ہم سب کو مار ڈالیں گے۔ کم تیزی سے جا رہا تھا تو ایک گولی اس کے قریب سے گزری۔ وہ لامہ اور مزدوروں کے قریب پہنچ گیا تو دونوں نے ایک دوسرے کی خیریت پوچھی۔ لامہ نے کہا سفر شروع کرنا چاہیے۔ جب کہ ایک مزدور نے کہا ان کی چار بندوقیں اب ہمارے پاس ہیں۔ انہوں نے آپ کو مارا ہے اور اب ہم بدلہ لیں گے انہیں نیک انسان کو تنگ کرنے کی سزا دیں گے تمام مزدور بدلہ لینے کے لئے ایک ساتھ بولنے لگے۔ مگر لامہ نے کہا انہوں نے مجھے مارا ہے اور میں نے انہیں

مزدوران جاسوسوں کو سزا دینے پر بضد نظر آئے تو لامہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کیا تم نے سنا نہیں کہ میں نے کیا حکم دیا ہے۔ اگر نافرمانی کرو گے تو نئی زندگی چوہے یا سانپ بن کر شروع کرو گے۔ مزدور گھٹنے کے بل بیٹھ کر معافی مانگنے لگا۔ لامہ کو افسوس تھا کہ اس کی وجہ سے لڑائی شروع ہوئی۔ لامہ کو کمزوری ہو چکی تھی تو ایک مزدور نے دوائی کے نام پر اسکے منہ میں شراب کی چند بوندیں ٹپکائیں۔

جاسوسوں کا سامان کھول کر تلاشی لی گئی اور کم کو اپنے قیمتی کاغذات مل گئے۔ لامہ نے چاند کی روشنی میں برف پر سفر کا حکم دیا۔ دور بیٹھ کر مزدوروں نے فیصلہ کیا کہ آگے جانے سے پہلے جاسوسوں کا تمام سامان آپس میں تقسیم کر لینا چاہیے انہوں نے کم کو قیمتی دستاویزات کا صندوق دے دیا کیونکہ وہ ان کے کسی کام کا نہ تھا جبکہ کم کے لئے بہت زیادہ قیمتی اثاثہ تھا۔

دوسری طرف جاسوس اب بغیر ٹینٹ خوراک اور بندوقوں کے تھے۔ جاسوسی کا سامان بھی ان کے پاس نہ تھا اور ان کے قیمتی کاغذات ان کے پاس سے جانے سے گریٹ گیم کا بھی خاتمہ ہو چکا تھا۔ اچانک ہی یہ سب کچھ ہو گیا۔ کم نے سوچا ہری بابو بھی اگرچہ بھوکا اور بے شدید سردی میں ہو گا مگر وہ بھی بے حد خوش ہو گا کہ قیمتی سامان تو کم کے ہاتھ میں حفاظت کے ساتھ ہے۔

دونوں جاسوسوں کی حالت بہت خراب تھی سخت غصے میں بھی تھے۔ ایک دوسرے کو الزام دیتے اور ہری بابو کو برا بھلا کہتے تو وہ خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتا۔ ایک جس کی کم نے حالت خراب کر دی تھی اور وہ زیادہ تکلیف میں تھا۔ سردی سے پریشان انہوں نے ہری بابو کو کچھ کرنے کا کہا۔ ہری بابو نے کہا کہ وہ خوش قسمت ہیں کہ مزدوروں کے ہاتھوں قتل نہیں ہوئے اور اب اگر وہ مزدور ان کا پیچھا نہیں کر رہے ہوں گے تو اوپر دور جا چکے ہوں گے۔ اس کا راجہ تو نوے میل دور ہے جو انہیں اتنی دور سے پیسے بھی نہیں بھیج سکتا تا کہ نزدیکی آبادی تک پہنچ جائیں۔ لیکن حقیقت میں مدد کرنے کے بجائے وہ تو انہیں جیل بھیج سکتا تھا اگر اسے علم ہو تا کہ مقدس انسان کو ان کے ہاتھوں تکلیف پہنچی ہے۔

جب ہری بابو نے کئی بار یہی بات دہرائی تو انہوں نے اسے خاموش ہونے کے لیے کہا تو اس نے جواب دیا کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں ہوتے ہوئے ابھی بھی ہم اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہری بابو کے پوچھنے پر کہ انہوں نے مقدس نیک لامہ کو کیوں مارا انہوں نے کہا کیا ہم بیوقوف لگ رہے ہیں کہ بھکاریوں کی طرح سنسان پہاڑیوں پر مارے مارے پھریں گے۔ کوئی تو ہمارا بھی مقصد ہو گا۔ ہری بابو دل میں ہنسا مگر خاموش رہا۔ ایک جاسوس نے دوسرے سے کہا ہمارا کتنا قیمتی سامان چلا گیا کیا تمہیں احساس ہے۔ وہ

کم گریٹ گیم کی قیمتی دستاویزات حاصل کر لیتا ہے

لامہ نے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد چاندنی میں سفر کا آغاز کیا۔ ایک گھنٹے بلندی پر جانے کے بعد برف سے ڈھکی ہوئی ایک وادی شام لے میں پہنچے جہاں چند جھوپڑیاں بھی موجود تھیں۔ یہ آبادی صرف تین خاندانوں پر مشتمل تھی تین خواتین اور آٹھ نو مرد۔ کم حیران تھا دنیا سے اتنی دور یہ کیسی مشکل زندگی گزارتے ہوں گے۔ مزدوروں نے ایک جھونپڑی میں کم اور لامہ کے رہنے کا انتظام کیا۔ خوراک کا بندوبست کرنے کے بعد ایک جانب کی کھڑکی کھول کر کہا کہ صندوق میں سے جس چیز کی ضرورت نہ ہو اسے اس کھڑکی سے باہر پھینک دیں۔ اتنی گہرائی میں جا کر گرے گی کہ نہ آواز سنائی دے گی نہ وہ شے نظر آئے گی۔ قیمتی دستاویزات کا صندوق کم کو دے کر باقی سامان مزدور آپس میں تقسیم کر چکے تھے۔

ایک اور عورت

پھر ایک عورت دروازے پر نمودار ہوئی جس نے زیورات سے اپنی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ کم نے اسے کہا کہ دو اجنبیوں کے ساتھ جو حکیم سفر کر رہا ہے کیا اسے پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔

تمہیں انعام بھی دیا جائے گا۔ عورت نے ہاں میں جواب دیا۔

کم نے ہری بابو کو لکھا کہ اس کے پاس تمام اہم دستاویزات موجود ہیں جو بادشاہ کی طرف سے بھیجی جا رہی تھیں لامہ بیمار ہے مجھے بتائیں مزید کیا حکم ہے۔ عورت نے ایک اخروٹ سلیقے سے توڑا اس کے چھلکے میں کم کا پیغام رکھ کر اسے بند کر دیا اور کہنے لگی کہ

اس کام کے کرنے کے بدلے میں آپ نے انعام دینے کا وعدہ کیا ہے۔

میں معمولی عورت نہیں ہوں۔ شام لے سے میرا تعلق ہے اور راجہ بھی مجھے جانتا ہے۔

شام لے اب تمہارا ہے۔ اس کی ہر شے اس کا دودھ اور مکھن بھی تمہارا ہے۔

دل چاہے تو حاصل کر لو دل نہ چاہے تو کوئی بات نہیں۔

فیصلہ کن انداز میں وہ مڑی اور کم کے کانوں میں اسکے چاندی کے ہار کی آواز آئی

جو عورت کے سینے کے ساتھ ٹکرا کر بج اٹھا تھا۔

کم اور لامہ دوبارہ میدانی علاقے کی طرف سفر شروع کرتے ہیں

کم نے لامہ سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے بہت غور وخوص کیا ہے۔ مجھے پہاڑیوں نے بلایا تو میں یہاں آگیا۔ مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا کیونکہ مقدس دریا تو میدانی علاقوں میں ہی ہو سکتا ہے تو ہمیں واپس میدانی علاقوں میں اسے تلاش کرنا چاہیے۔ مجھے علم نہیں میں کتنے دن اور زندہ رہوں گا۔ حکیم کا انتظار نہیں کیا جا سکتا۔ کم کہا کہ آپ بہت بیمار اور کمزور ہو چکے ہیں۔ لامہ نے جواب دیا مگر سفر ضروری ہے۔ کم نے خوراک کا بندوبست کیا۔

اسی عورت نے فراخدلی سے چیزیں دیں۔

بیمار کو جس طرح سٹریچر پر لے جاتے ہیں آدمی اسی طرح لامہ کو لے کر سفر کرنا شروع ہوئے۔

جہاں تک ضروری تھا وہاں تک ساتھ چلتے رہے۔

کم نے لامہ سے کہا یہ پہاڑی لوگ میری سوچ سے زیادہ فراخ دل اور نیک ہیں۔

دوسری طرف ہری بابو مختلف راستوں سے ہوتا ہوا دونوں جاسوسوں کو لے کر انڈیا کے دارالخلافہ کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں وہ اس عورت سے ملا جو پیغام لے کر آئی تھی۔ عورت نے اسے بتایا کہ بیمار لامہ کو لوگ کس طرف سے لے کر گئے ہیں۔

نیک بوڑھی عورت بیمار کم کو تندرست کرتی ہے

مکمل آڈیو اور ٹیکسٹ

ممبرشپ کے بعد

03099888638 واٹس ایپ

https://wa.me/923099888638

0309-9888638

رڈیارڈ کپلنگ

جنگل بک

کم

چارلس ڈکنز

کی تمام شاہکار کتب

آڈیو اور ٹیکسٹ

ایچ جی ویلز کے بہترین ناولز اردو آڈیو اور ٹیکسٹ

ٹائم مشین

وار آف دی ورلڈ

فرسٹ مین ان دی مون

کنٹری آف دی بلائنڈ

ان ویزی بل مین

آئی لینڈ آف ڈاکٹر مورو

آل ابروڈ فار ارورات

اناڑی بھوت